کلمہ حق بسم اللہ الرحمن الرحیم رئیس التحریر

اسلامی احکام و قوانین کا مزاج و اسلوب

آج کی محفل میں دور نبویؐ کے ایک ایسے واقعہ کا تذکرہ کرنے کو جی چاہتا ہے جس سے اسلام کے معاشرتی مزاج کا اندازہ ہوتا ہے اور اسلامی احکام و ہدایات کے اسلوب کا پتہ چلتا ہے۔ یہ واقعہ صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کا ہے جو حدیث نبویؐ کے بڑے راویوں میں شمار ہوتے ہیں۔ صوفی منش بزرگ تھے، نماز، روزہ اور تعلیم و تعلم کے سوا کسی کام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور ان کا معمول بن گیا تھا کہ روزانہ پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور رات کا بیشتر حصہ اہتمام کے ساتھ نماز و قیام میں گزارتے تھے حتیٰ کہ حافظ ابن عبد البرؒ نے "الاستیعاب" میں ذکر کیا ہے کہ ان کے والد حضرت عمرو بن العاصؓ کو اس بارے میں جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں باقاعدہ شکایت کرنا پڑی۔ اس شکایت کا پس منظر بھی بعض روایات میں بڑا دلچسپ بیان ہوا ہے۔ ان کی شادی ہوئی اور وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ الگ گھر میں آباد ہوئے تو کچھ دنوں کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ بیٹے اور بہو کا حال احوال دریافت کرنے کے لیے ان کے گھر گئے، بہو گھر میں موجود تھیں ان سے حال پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہر طرح خیریت ہے پھر اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کے طرز عمل اور سلوک کے بارے میں استفسار کیا تو اس نیک دل خاتون نے معنی خیز انداز میں کہا کہ

"آپ کا بیٹا بہت نیک ہے۔ ساری رات مصلے پر ہوتا ہے اور سارا دن روزے سے رہتا ہے۔"

عمرو بن العاصؓ جہاندیدہ شخص تھے فوراً سمجھ گئے کہ بہو در اصل شکایت کر رہی ہے۔ چنانچہ خود کچھ کہنے کی بجائے جناب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں شکایت پیش کر دی۔ اس سے آگے کا واقعہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبد اللہؓ کو بلایا اور اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کر دی کہ وہ روزانہ بلاناغہ روزہ رکھتے ہیں اور رات کا اکثر حصہ نماز و قیام میں گزارتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے منع کیا اور فرمایا کہ

"تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمانوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔"

یعنی نبی اکرم ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے جسے جتنا زیادہ ادا کیا جائے کم ہے لیکن اس سے انسان کے اپنے جسم، گھر والوں اور ملنے والوں کے حقوق متاثر نہیں ہونے چاہئیں اور انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے درمیان توازن قائم رکھنا چاہیے جو اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہے اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے کہا کہ وہ ہر چاند ماہ کے درمیانے تین روزے رکھ لیا کریں انہیں ہمیشہ کے روزوں (صوم الدھر) کا ثواب مل جائے گا۔ حضرت عبد اللہؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ یہ بہت کم ہیں اور میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا یہ معمول بنا لو کہ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن نہ رکھو اس طرح مہینے میں دس روزے ہو جایا کریں گے۔ حضرت عبد اللہؓ اس پر بھی راضی نہ ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ کی ہمت رکھتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت اپنا لو کہ وہ زندگی بھر ایک دن چھوڑ کر ایک روزہ رکھا کرتے تھے اور مہینے میں پندرہ روزے بن جاتے تھے۔ بخاری شریف کی روایت کے مطابق عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کا اس پر بھی قناعت کرنے کو جی نہ چاہا اور یہ کہہ کر مزید تقاضا کیا کہ میں اس سے افضل روزوں کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حد بندی کر دی اور فرمایا کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔ بعض روایات کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کے بارے میں بھی حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے جناب نبی اکرم ﷺ کی اسی نوعیت کی گفتگو ہوئی اور ان کے اصرار کے باوجود انہیں رسول اکرم ﷺ نے اس بات کی اجازت نہ دی کہ وہ سات دن سے کم مدت میں قرآن کریم مکمل کیا کریں اور اس طرح رسول اکرم ﷺ نے حکماً عبد اللہ بن عمروؓ کے اوقات کے ایک حصے کو نماز اور قرآن سے فارغ کر کے انہیں اپنے جسم، بیوی، مہمانوں اور دیگر لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ زندگی بھر اس معمول پر قائم رہے جو جوانی اور ہمت کے دور میں تو انہیں اپنی طاقت سے کم نظر آتا تھا لیکن جب بڑھاپے اور ضعف نے غلبہ پایا تو مشکل محسوس ہوئی۔ چنانچہ بخاری شریف کی روایت کے مطابق وہ خود بڑھاپے میں کہا کرتے تھے کہ "اے کاش! میں نے نبی اکرم ﷺ کا مشورہ قبول کر لیا ہوتا۔" مگر اب ان کے لیے مشکل یہ تھی کہ جس معمول کا وعدہ وہ خود اپنے اصرار پر جناب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کر چکے تھے اسے چھوڑنے کے لیے خود کو تیار نہیں کر پاتے تھے اور بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے اس معمول کو نباہنا ان کے لیے دشوار ہو گیا تھا۔

اس واقعہ سے جہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توازن برقرار رکھنے کا حکم دیتا ہے اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی کوئی

صورت قبول نہیں کرتا جس سے حقوق العباد متاثر ہوتے ہوں وہاں ایک اور بات بھی ذہن میں آتی ہے کہ انسان جب بھی اپنے بارے میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو اس کے سامنے وقتی حالات ہوتے ہیں اور وہ انہی کی روشنی میں معاملات انجام دیتا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرتے وقت اسلام میں اس کے تمام احوال و ظروف کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ جو بسا اوقات انسان کو عجیب محسوس ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے اول و آخر تمام احوال سے واقف ہیں اس لیے قاعدہ اور ضابطہ وہی دیرپا اور موثر ثابت ہوتا ہے جو انسان کا خود اپنا طے کردہ نہ ہو بلکہ اس کے ماضی اور مستقبل سے مکمل آگاہی رکھنے والے مالک و خالق کی طرف سے بیان کیا گیا ہو۔ یہی صورت انسانی اجتماعیت کے قوانین و احکام کی ہے کہ انسان جب اپنی سوسائٹی کے لیے خود قوانین وضع کرتے ہیں تو قوانین وضع کرنے والا خواہ فرد ہو یا جماعت' نمائندہ ہو یا ڈکٹیٹر اس کے سامنے احوال و ظروف اور اسباب و محرکات سب وقتی ہوتے ہیں اور وہ انہی کے دائرے میں قاعدے اور ضابطے ترتیب دیتا ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ بے کار ہو جاتے ہیں اور اسی لیے انسانی معاشرے کے لیے وہی قوانین و احکام فطری اور دیرپا ہیں جو کائنات کے خالق و مالک نے وحی کے ذریعے بھیجے ہیں کیونکہ وہ ساری نوع انسانی کی ضروریات کو خود ان سے بھی بہتر طور پر جانتا ہے اور سب کے ماضی' حال اور مستقبل سے کماحقہ آگاہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسے آج تک کبھی اپنے کسی قانون کے بارے میں نہ معذرت کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے اور نہ کسی دور میں اس کے غیر موثر ہونے کی کوئی شکایت ہوئی۔

عالم اسلام کے بارے میں چند اہم معلومات

اقوام متحدہ کے شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق:

- ☆ دنیا کی مجموعی آبادی ۵ ارب ۴۸ کروڑ ہے۔
- ☆ جس میں ایک ارب ۷ کروڑ مسلمان ہیں۔
- ☆ سب سے بڑی مسلم اقلیت کا ملک ہندوستان ہے جہاں ان کی تعداد ۱۵ کروڑ کے آس پاس ہے اور وہ یہاں کی آبادی کا ۱۸ فی صد حصہ ہیں۔
- ☆ دنیا کے جملہ ممالک کی افواج کی تعداد ساڑھے تین کروڑ ہے۔
- ☆ جن میں ۸۵ لاکھ مسلم ممالک کے پاس فوجیں ہیں۔
- ☆ سب سے زیادہ ۹ لاکھ فوج پاکستان کے پاس ہے۔
- ☆ ۸۴ فی صد دنیا کا پٹرول مسلم ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔
- ☆ ۸۰ فی صد ربر ملیشیا میں پیدا ہوتا ہے۔
- ☆ ۹۰ فی صد دھات نائجیریا میں ہوتی ہے۔
- ☆ دنیا میں سب سے زیادہ روئی مصر میں، پٹ سن بنگلہ دیش میں، کھجور عراق میں اور چاول کی پیداوار میں مصر کا تیسرا نمبر ہے۔
- ☆ ۱۲ فی صد قدرتی گیس قطر میں پائی جاتی ہے۔
- ☆ مسلمانان عالم میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان عربی ہے
- ☆ ۲۰ ملکوں کی مادری زبان عربی ہے۔
- ☆ ایک اندازے کے مطابق تقریباً نوے کروڑ لوگ عربی بولتے ہیں۔
- ☆ اقوام متحدہ کی ۶ زبانوں میں ایک عربی ہے۔